ارتداد

ارتداد کیا ہے

ارتداد صرفی لحاظ سے بابِ افتعال کا مصدر مضاعف ہے

جس کے لغوی معنی ہیں:لوٹنا، واپس ہونا

((القاموس

اور اس کے شرعی و اصطلاحی معنی ہیں:

مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امرکا انکار کرے جو ضروریات دین سے ہو یعنی زبان سے کلمۂ کفر بکے جس میں   تاویلِ صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا۔ مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا

((بہار شریعت،جلد 2،ص458

مرتد کے متعلق آیاتِ قرآنی:

1):وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِۚ-وَ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ-هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ

ترجمہ کنزالایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہوکر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

((البقرہ/آیت:217

2):وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ٘-وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

ترجمہ: اور جو مسلمان سے کافر ہو اس کا کیا دھرا سب اکارت گیا اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے۔

(المائدہ/آیت:5)

3):لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْؕ

ترجمہ کنزالایمان: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے مسلمان ہوکر

(التوبۃ/آیت نمبر66)

اس کے علاؤہ اور آیات میں بھی مرتدین کی مذمت بیان کی گئی

مرتدین کے متعلق احادیث:

1):عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا ، يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ

ترجمہ:ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا،فرمایا:

بندہ ایک بات زبان سے نکالتا ہے اور اس کے متعلق سوچتا نہیں (کہ کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے گڑھے میں اتنی دور گر پڑتا ہے

جتنا مشرق سے مغرب دور ہے

((صحیح البخاری/حدیث نمبر6477

2):قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ : النَّفْسُ بِالنَّفْسِ ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي ، وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ .

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ” کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے البتہ تین صورتوں میں جائز ہے ۔ جان کے بدلہ جان لینے والا ، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل جانے والا (مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا

((صحیح البخاری/حدیث نمبر6878

3):عن ابن عباس: قال رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ

ترجمہ: آقا ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین بدل ڈالے (اسلام سے پھر جائے)اس کو قتل کر ڈالو

((صحیح البخاری/ حدیث نمبر 6922

میں نے اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن و احادیث سے چند مثالیں پیش کیں ارتداد کے حوالے سے

اب آئیے ارتداد کے متعلق کچھ مزید کلام کرتے ہیں

جیسا کہ آپ نے فوق الذکر سطور میں پڑھا کہ اپنے دینِ اسلام سے پھر جانا ارتداد کہلاتا ہے

اور جو اس فعل قبیح کو کرنے والا ہو اسے مرتد کہتے ہیں

مرتد کے احکام کافر سے بھی سخت ہیں

مرتد کی سزا:

جیسا کہ ہم قرآن و احادیث کی روشنی میں بیان کر آئے کہ مرتد کی سزا قتل ہے

اسے قتل کردیا جائے گا

اگرچہ وہ کوئی بھی ارتداد والا کام مذاق میں بھی کرے پھر بھی مرتد ہو جائے گا
جیسا کہ اوپر آیت مبارکہ لا تعتذرو سے ثابت ہے

مگر مرتد کا حکم لگانے کہ لئے کچھ شرائط کو پیشِ نظر رکھا جائے گا

(1) عقل۔ ناسمجھ بچہ اور پاگل سے ایسی بات نکلی تو حکم کفر نہیں ۔ (2) ہوش۔ اگر نشہ میں بکا تو کافر نہ ہوا۔ (3 اختیار مجبوری اور اکراہ(6) کی صورت میں حکم کفر نہیں ۔ مجبوری کے یہ معنے ہیں کہ جان جانے یاعضو کٹنے یا ضرب شدید(7) کا صحیح اندیشہ ہو اس صورت میں صرف زبان سے اس کلمہ کے کہنے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل میں وہی اطمینان ایمانی ہو

(بہار شریعت جلد 2 صفحہ459)

جو شخص معاذاللہ مرتد ہو گیا تو مستحب ہے کہ حاکم اسلام اس پر اسلام پیش کرے اور اگر وہ کچھ شبہہ بیان کرے تو اس کا جواب دے اور اگر مہلت مانگے تو تین دن قید میں   رکھے اور ہر روز اسلام کی تلقین کرے۔ یوہیں اگر اس نے مہلت نہ مانگی مگر امید ہے کہ اسلام قبول کرلے گا جب بھی تین دن قید میں   رکھا جائے پھر اگر مسلمان ہوجائے فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے بغیر اسلام پیش کیے اسے قتل کر ڈالنا مکر وہ ہے۔(درمختار) مرتد کو قید کرنا اور اسلام نہ قبول کرنے پر قتل کر ڈالنا بادشاہ اسلام کا کام ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ایساشخص اگر زندہ رہا اور اس سے تعرض نہ کیا گیا تو ملک میں   طرح طرح کے فساد پیدا ہونگے اور فتنہ کا سلسلہ روز بروز ترقی پذیر ہوگا جس کی وجہ سے امن عامہ میں   خلل پڑیگا لہٰذا ایسے شخص کو ختم کر دینا ہی مقتضائے حکمت تھا۔ اب چونکہ حکومت اسلام ہندوستان میں   باقی نہیں کوئی روک تھام کرنے والا باقی نہ رہا ہر شخص جو چاہتا ہے بکتا ہے اور آئے دن مسلمانوں میں   فساد پیدا ہوتا ہے نئے نئے مذہب پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک خاندان بلکہ بعض جگہ ایک گھر میں   کئی مذہب ہیں اور بات بات پر جھگڑے لڑائی ہیں ان تمام خرابیوں کا باعث یہی نیا مذہب ہے ایسی صورت میں   سب سے بہتر ترکیب وہ ہے جو ایسے وقت کے لیے قرآن وحدیث میں   ارشاد ہوئی اگر مسلمان اس پر عمل کریں تمام قصوں سے نجات پائیں دنیا وآخرت کی بھلائی ہاتھ آئے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل میل جول چھوڑ دیں ، سلام کلام ترک کر دیں ، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا، غرض ہر قسم کے تعلقات ان سے قطع کر دیں گو یا سمجھیں کہ وہ اب رہا ہی نہیں ، واللہ الموفق۔

(بہار شریعت مرجع السابق)

اب آخری بات یہ کہ

مرتد کی سزا قتل کیوں: تو اس بات پر توجہ دی جائے کہ

مرتد کی سزا قتل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کر رہا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا باغی ہو اسے قتل کر دینا ہی حکمت اور مصلحت کے عین مطابق ہے۔ دنیا کے تقریباً

تمام ممالک میں یہ قانون نافذ ہے کہ جو ا س ملک کے بادشاہ سے بغاوت کرے اسے قتل کر دیا جائے ۔ اس قانون کو انسانیت کے تمام علمبردار تسلیم کرتے ہیں اور اس کے خلاف کسی طرح کی کوئی آواز بلند نہیں کرتے ،جب دنیوی بادشاہ کے باغی کو قتل کر دینا انسانیت پر ظلم نہیں تو جو سب بادشاہوں کے بادشاہ اللّٰہ تعالیٰ کا باغی ہو جائے اسے قتل کر دیاجانا کس طرح ظلم ہو سکتا ہے۔

((صراط الجنان تحت بقرہ آیت 54

اور واقعتاً یہ قتل کرنا فساد نہیں بلکہ اصلاح ہے

ایک اشکال کا جواب:

بعض لوگ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ قرآن تو فرماتا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں پھر مرتد کی سزا قتل کیوں؟

الجواب: واضح رہے قرآن مجید کا یہ حکم

لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ

ترجمہ کنزالایمان: کچھ زبردستی نہیں دین میں۔

((البقرہ آیت 256

قبولیتِ ایمان کے بارے میں یعنی کہ کوئی شخص بھی مجبور نہیں کیا جائے گا اسلام قبول کرنے کے بارے میں

البتہ مسلمان کو مسلمان ضرور رکھا جائے گا کیونکہ اگر مرتد کو سزا نہ دی جائے تو یہ اسلام کے ساتھ غداری اور سر کشی کا دروازہ کھولنا ہے

جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ:

یقول تعالی: لا إکراہ في الدین أي لا تکرھوا أحدا علی الدخول في دین الإسلام

یعنی اللہ پاک کے اس فرمان کہ دین میں زبردستی نہیں سے مراد ہے کہ کسی کو بھی اسلام میں داخل ہونے کے معاملے میں مجبور مت کرو

((سورۃ البقرۃ، ١ / ٥٢١، رقم الآیۃ: ٢٥٦، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت

آخری بات:

کیا قادیانی تمام مرتد ہیں؟

واضح رہے کی مرتد وہی ہے جو باقاعدہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو اس اعتبار سے جو قادیانی واقعی پہلے مسلمان تھے اور پھر قادیانی ہوئے وہ تو واقعی مرتد ہیں البتہ وہ قادیانی جو پیدائشی قادیانی ہیں وہ مرتد نہیں بلکہ محض کافر ہیں

مگر چونکہ یہ بہت سخت کافر ہیں کہ یہ خبثاء اسلام کی صف میں خود کو دکھاتے ہیں اس لئے غالباً ان کے فتنۂ شدید کو دیکھتے ہوئے مرتد کہہ دیا جاتا ہے۔

اہم نوٹ: واضح رہے شرعی سزائیں صرف اور صرف حاکم دے گا عوام ہرگز ان معاملات کو اپنے ہاتھ نہ لیں بلکہ عوام جیسا کہ اوپر بیان ہوا صرف ترکِ تعلق کرے اور حکام سے سزا دینے کا بھرپور مطالبہ کریں

اللہ پاک سے دعا ہے کہ مالکِ لم یزل ہمیں ایمان پر زندگی رکھے اور ہمارا خاتمہ ایمان و عافیت کے ساتھ فرمائے

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا

تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیّہ تیرا

(حدائق بخشش)

طالبِ دعاء سلامتئ ایمان: محمد احمد رضا عطاری

طاغوت

طاغوت کیا ہے؟

"طاغوت کی اصل "طغیا" ہے جس کا مطلب ہے "مناسب حد سے تجاوز کرنا

یہ باب فتح یفتح سے ہے

لغت میں طاغوت سے مراد

ظالم و سرکش، راہِ خیر سے ہٹانے والا ہر شخص وغیرہ ہے

(قاموس)

طاغوت کا لفظ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر آیا اور تمام مقامات پر ہی طاغوت کی مخالفت کا حکم ہے

مثال کے طور پر چند آیات پیش کرتا ہوں۔۔

1):لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ترجمۂ کنز العرفان: دین میں کوئی زبردستی نہیں ،بیشک ہدایت کی راہ گمراہی سے خوب جدا ہوگئی ہے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑا مضبوط سہارا تھام لیا جس سہارے کو کبھی کھلنا نہیں اوراللہ سننے والا، جاننے وا لاہے۔

(البقرہ/256)

2):أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

ترجمۂ کنز العرفان: کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا (وہ بت اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ (مشرک مسلمانوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں .

(النساء/51)

3):الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا

ترجمۂ کنز العرفان:ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اورکفار شیطان کی راہ میں

لڑتے ہیں تو شیطان کے دوستوں سے لڑو بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہے

(النساء/76)

جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ قرآن کریم میں طاغوت سے مراد شیطان لیا گیا

آئیے اب تفاسیر کا مطالعہ کرتے ہیں

1):قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو رَوْحٍ الْبَلَدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ حَسَّانَ -هُوَ ابْنُ فَائِدٍ الْعَبْسِيُّ-قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ الجِبت: السِّحْرُ وَالطَّاغُوتَ: الشَّيْطَانُ،

ترجمہ: سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جبت کا مطلب "سحر" ہے اور طاغوت "شیطان" ہے

(تفسیر ابن کثیر تحت الایہ 256)

2):فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ يعني الشَّيْطَان

طاغوت سے مراد شیطان

(تفسیر مقاتل تحت آیت 256)

جی قارئین کرام آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ طاغوت سے مراد شیطان ہے

چونکہ شیطان کا کام مخلوق کو خالق سے دور کرنا ہے اس لئے ہر وہ چیز جو اللہ اور بندے کے تعلق کے درمیان آڑ بنے اسے بھی طاغوت کہہ دیا جاتا ہے جیسا کہ ایک مخصوص فرقے کے چار بانیان کی اعلی حضرت و علماء حرمین و علماء بر صغیر نے

تکفیر کی تو انہیں بھی طواغیت اربعہ کہا جاتا ہے

اسی طرح جو بھی غیر اللہ کا نظام نافذ کرنا چاہے یا اللہ پاک کے علاؤہ کسی کو اپنی ترجیحی بنیاد پر رکھے تو اسے بھی معنوی طور پر طاغوت کہہ دیا جاتا ہے۔

ایک طرف اعدائے دین ایک طرف حاسدین

بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

اللہ پاک سے دعا ہے کہ مالک ہمیں تمام طاغوتی قوتوں سے بچاتے ہوئے اپنے سایہ کرم میں رکھے ۔امین

از قلم: طالب بقیع غرقد محمد احمد رضا عطاری

نفاق

نفاق کیا ہے؟

"لغت میں نفاق کا مطلب ہے "ظاہر و باطن

((قاموس

اور نفاق کے حامل شخص کو "مُنافِق" کہتے ہیں

جس کے لغوی معنی ہیں:

باطن کے خلاف اظہار کرنے والا,دورخا وغیرہ

((قاموس

شرعی اصطلاح میں بھی منافق کا لفظ بہت زیادہ استعمال ہوا ہے

تو اس کا اصطلاحی معنی بھی جانتے ہیں

مگر سب سے پہلے نفاق کی اقسام جاننا بہت ضروری ہے

نفاق کی دو قسمیں ہیں

1): نفاقِ اعتقادی

2): نفاقِ عملی

نفاقِ اعتقادی:زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار کرنا نفاق اعتقادی کہلاتا ہے

2):نفاقِ عملی: زبان و دل کا یکساں نہ ہونانفاق عملی کہلاتاہے

اب جو منافقِ اعتقادی ہے وہ تو بالکل ہی کافر ہے بلکہ کفار سے بھی زیادہ برا ہے کہ وہ اپنے کفر کو ظاہر نہیں کر رہا اور اس منافق کی سزا آخرت میں کفار سے زیادہ بری ہے کہ یہ دنیا میں مسلمانوں کو دھوکہ دیتا رہا اور اس طرح دنیاوی سزاؤں سے بچا رہا۔

منافقین کی قرآن و احادیث میں بہت مذمت فرمائی گئی آئیے چند آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیں

1):مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَۘ(8)یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْاۚ-وَ مَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَؕ(9)

ترجمۂ کنز الایمان

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔
فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔

((البقرہ /8،9

2):وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ

(صُدُوْدًا(61

کنز الایمان

اور جب ان سے کہا جائے کہ اللّٰہ کی اتاری کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہی

((النساء /61

(3):اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِۚ-وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا(145

ترجمۂ کنزالایمان:بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے
((النساء/145

اور بھی بہت سی آیات میں منافقین کی مذمت بیان کی گئیں

آئیے منافقین کے متعلق چند احادیث ملاحظہ فرمائیں

1):عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

، ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا ، منافق کی علامتیں تین ہیں ۔ جب بات کرے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے ۔

((بخاری/33

2):قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :   يَجِيءُ الدَّجَّالُ حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ

، ترجمہ:نبی کریم ﷺ نے فرمایا ” دجال آئے گا اور مدینہ کے ایک کنارے قیام کرے گا پھر مدینہ تین مرتبہ کانپے گا اور اس کے نتیجے میں ہر کافر اور منافق نکل کر اس کی طرف چلا جائے گا ۔“

((بخاری/7124

3)،:قَالَ رَسُولُ اللّٰه   ِ صَلَّى اللّٰه   ُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:   أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ   غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ: «وَإِنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ

، ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :” چار عادتیں ہیں جس میں وہ (چاروں) ہوں گی وہ خالص منافق ہو گا اور جس کسی میں ان میں سے ایک عادت ہو گی تو اس میں نفاق کی ایک عادت ہو گی یہاں تک کہ اس سے باز آ جائے ۔ (وہ چار یہ ہیں :) جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب معاہدہ کرے تو توڑ ڈالے ، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے ۔“

((مسلم/54

4):قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَاللّٰهِ ذَاالوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَيَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

ترجمہ:تم قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں لوگوں میں بدترین دو منہ والے کو پاؤ گے ، جو اِن کے پاس اور منہ سے جائے اور اُن کے پاس اور منہ سے۔

(بخاری/6058)

5):عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه ُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

«مَثَلُ الْمُنَافِقِ، كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هَذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هَذِهِ مَرَّةً

ترجمہ:عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو بکریوں کے دو ریوڑوں کے درمیان بھاگی پھرتی ہے؛ کبھی بھاگ کر اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے اور کبھی دوسرے ریوڑ کی طرف جاتی ہے

(مشکوۃ المصابیح/57)

اللہ پاک سے دعا ہے کہ مالکِ لم یزل ہمیں تمام منافقین کے خصائل سے بچتے ہوئے نیکیوں بھری زندگی گزارنے کی توفیق سعید عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان بالخیر فرمائے

آمین

از قلم: محمد احمد رضا عطاری

تقویٰ

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ عربی زبان کا لفظ ھے

جس کے لغوی معنیٰ ہیں "بچنا" وغیرہ

اور اصطلاح شرع میں تقوی سے مراد ہے

نفس کو ہر اس کام سے بچانا جسے کرنے یا نہ کرنے سے کوئی شخص عذاب کا مستحق ہو جیسے کفر وشرک،کبیرہ گناہوں ، بے حیائی کے کاموں سے اپنے آپ کو بچانا،حرام چیزوں کو چھوڑ دینا اورفرائض کو ادا کرنا وغیرہ اوربزرگانِ دین نے یوں بھی فرمایا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ تیراخدا تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا ہے۔ (مدارک، البقرۃ، تحت الاٰیۃ: ۲، ص۱۹، خازن، البقرۃ، تحت الاٰیۃ: ۲، ۱ / ۲۲، ملتقطاً)

(صراط الجنان))

قرآن مجید میں تقوی اختیار کرنے والے کی بہت پذیرائی فرمائی گئی

اگر دیکھا جائے تو ہر عمل کی بنیاد تقویٰ ہی ہے

کچھ آیاتِ مقدسات بیان کرتا ہوں۔

1):يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے

((البقرہ /183

2):قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ

ترجمہ کنزالعرفان: (اے حبیب!) تم فرماؤ، کیا میں تمہیں ان چیزوں سے بہتر چیز بتادوں ؟ (سنو، وہ یہ ہے کہ) پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کیلئے) پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

((آل عمران /15

3): فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ

تو تم اللہ اور اس کے رسولوں پرایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ اور متقی بنو تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے

((آل عمران/179

4): وَمَنْ يَتّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا
اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنادے گا
((طلاق/2

5):اِنّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ(۷) ترجمہ : بیشک اللہ پرہیزگاروں سے محبت فرماتا ہے۔ (پ 10 ، التوبة : 7)

6): لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْؕ

،ترجمہ کنز العرفان:اللہ کے ہاں ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اورنہ ان کے خون البتہ تمہاری طرف سے پرہیزگاری اس کی بارگاہ تک پہنچتی ہے

((حج/37

یہ چند آیات پیش کیں
بہت سی احادیث میں بھی تقویٰ کی ترغیب دی گئی چند ملاحظہ ہوں

1):حَدّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، حَدّثَنَا زَكَرِيّاءُ ، عَنْ عَامِرٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ ، يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ ، يَقُولُ : الْحَلَالُ بَيّنٌ وَالْحَرَامُ بَيّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النّاسِ ، فَمَنِ اتقى الْمُشَبّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ ، أَلَا وَإِنّ لِكُلّ مَلِكٍ حِمًى ،

أَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ

ترجمہ:آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھ لا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے ۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے سن لو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے ۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں ۔ سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا ۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے ۔

((بخاری/51

2):عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى

ترجمہ:حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی، اور (دل کا) غنا مانگتا ہوں

((ابن ماجہ /3832

اگر ہم تقویٰ مندرجہ بالا آیات و احادیث کی روشنی میں تقویٰ کا عمومی مفہوم

دیکھیں تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے بندہ تمام گناہوں سے بچے اور ہر اس راستے سے بھی بچے جو گناہ کی طرف لے کر جاتا ہے

اسلاف نے اسی کے تحت مزید تفصیلات بھی ذکر کیں

جیسا کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ:

ھی الخوف من الجلیل والعمل بالتنزیل والقناعة بالقلیل والاستعداد لیوم الرحیل.

((الصالحیی، سبل الھدی والرشاد، ج:1، ص: 421

تقویٰ یہ ہے کہ رب جلیل کے جاہ و جلال سے خوف کھایا جائے۔ اس کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید پر عمل کیا جائے تھوڑی سی نعمت پر بھی قناعت کیا جائے۔اور بندہ ہر وقت موت کی تیاری میں لگا رہے

امام غزالی علیہ الرحمہ تقویٰ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں تقوی کی تین منزلیں ہیں

1): شرک سے بچنا

2): بدعت سے بچنا

3): گناہوں سے بچنا

((منہاج العابدین

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے سورۂ بَقَرَہ کی آیت 2 کی تفسیر میں تقویٰ کے معنیٰ و مفہوم اور اس کی اقسام کے

متعلق تحریر فرمایا : “ تقوٰی کے کئی معنی آتے ہیں ، نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرفِ شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا : متّقی وہ ہے جو شرک و کبائر و فواحش سے بچے۔ . . بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے۔ بعض نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔ . . یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل (یعنی نتیجہ) کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔ تقویٰ کے مراتب بہت ہیں : عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کُفر سے بچنا ، مُتوسّطین کا اوامر و نواہی کی اطاعت ، خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللّٰہ تعالیٰ سے غافل کرے . . . حضرت مترجم(اعلیٰ حضرت ، امام احمد رضا) قُدِّسَ سِرُّہ نے فرمایا : تقویٰ سات قسم کا ہے۔ کُفر سے بچنا یہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے(۲)بدمذہبی سے بچنا یہ ہر سنی کو نصیب ہے (۳)ہر کبیرہ سے بچنا (۴)صغائر سے بھی بچنا (۵)شبہات سے احتراز (۶)شہوات سے بچنا (۷)غیر کی طرف التفات سے بچنا ، یہ اَخَصُّ الخَواص کا منصب ہے اور قرآنِ عظیم ساتوں مرتبوں کا ہادی(راہنما)ہے۔ “ (خزائن العرفان مع کنزالایمان ، ص4 ملخصاً

اللّٰہ پاک سے دعا ہے کہ مالکِ لم یزل ہمیں تمام گناہوں سے بچاتے ہوئے اپنا حقیقی خوف عطا فرمائے

آمین

از قلم: محمد احمد رضا عطاری

توحید

توحید کیا ہے؟

توحید بابِ تفعیل کا مصدر ہے
"جس کا مطلب ہے "ایک ماننا

شرعی اصطلاح میں توحید سے مراد اللہ تبارک و تعالیٰ کو یکتا ماننا ہے
کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی دعوت میں جو بات مشترک تھی وہ دعوت توحید ہے

توحید اسلام کی اساس و بنیاد ہے توحید کے بغیر اسلام پر ایمان کا کوئی تصور ہی نہیں
:توحید کو اجمل و اکمل انداز میں سورۃ الاخلاص میں بیان فرمایا گیا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ(1)اَللّٰهُ الصَّمَدُ(2)لَمْ یَلِدْ نخ وَ لَمْ یُوْلَدْ(3)وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ(4
ترجمہ:تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی

توحید کا معنیٰ ہے : اللہ کریم کی ذاتِ پاک کو اس کی ذات اورصِفات میں شریک سے پاک ماننا یعنی جیسا اللہ ہے ویسا ہم کسی کو اللہ نہ مانیں اگر کوئی اللہ پاک کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ تصَوُّر کرتاہے تو وہ ذات میں شِرک کرتاہے۔ عِلم ، سَمع ، بَصر وغیرہ اللہ پاک کی صِفات ہیں ان صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانے والا مشرک ہے

اس اعتبار سے توحید کی چند صورتیں بنتی ہیں

1): ذاتِ باری تعالیٰ میں توحید

یعنی اس بات کا اقرار کہ اللہ کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں وہ اپنی ذات میں یکتا ہے

جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ

ترجمۂ کنزالعرفان:اس جیسا کوئی نہیں

((شوریٰ/11

2):اس کی صفات میں توحید

یعنی جو اس کی صفات ہیں ویسی صفات اور کسی کی نہیں وہ ذات کی طرح اپنی صفات میں بھی تنہا ہے

جس طرح وہ خود قدیم ہے اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم ہیں

اس کی صفات نہ اس کا عین ہیں نہ غیر (اس مثال کو بلا تشبیہ اس طرح سمجھو کہ جس طرح پھول کی خوشبو نہ تو بذاتِ خود پھول ہے اور نہ ہی وہ خوشبو اس (سے جدا ہے

اللہ کی صفات بے شمار ہیں ان میں سے چند بیان کرتا ہوں

سمیع: اللہ پاک سمیع ہے وہ سننے والا ہے مگر وہ کانوں سے پاک ہے اور اس کی سماعت کی کوئی حد نہیں

اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

ترجمہ: بےشک وہی سنتا جانتا ہے

((حم السجدہ 36

بصیر: اللہ پاک بصیر "دیکھنے والا " ہے مگر اس کا دیکھنا آنکھوں سے پاک ہے اور اس کی بصارت کی کوئی حد نہیں

اِنّ اللّٰهَ هُوَ السّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

بیشک اللہ ہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

((المومن/20

3): کلام فرمانا: وہ کلام فرماتا ہے مگر زبان سے پاک ہے

وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا

اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا

((النساء/164

4): ارادہ فرمانا: وہ ارادہ فرماتا ہے مگر دل سے پاک ہے

اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْــٴًـا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ

ترجمہ:اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے فرماتا

ہے ، ” ہو جا“ تو وہ ہوجاتی ہے

82/یس))

صفات میں سب سے بڑی توحید کی بات یہ کہ اس کی تمام صفات ذاتی ہیں کسی نے اسے نہیں دیں اور یہ فانی نہیں جبکہ مخلوق کو تمام صفات اس نے عطا فرمائیں اور مخلوق کی تمام صفات حادث ہیں یعنی پہلے نہیں تھیں اور پھر عطا ہوئیں اور ایک وقت آئے گا کہ ختم ہو جائیں گی

3): توحید کی تیسری قسم ہے احکامات میں توحید وہ اپنے احکامات میں بھی یکتا ہے وہ کسی کے حکم کا پابند نہیں

اِنِ الحُکمُ اِلّا لِلّٰہِؕ

ترجمہ:حکم تو صرف اللہ کا ہے

40/یوسف))

:4):عبادت میں توحید

عبادت میں توحید یہ کہ صرف اسے ایک رب مان کر اسے ہی معبود حقیقی مانا جائے اور اسے ہی عبادت کے لائق جانا جائے جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے قیدی ساتھیوں سے فرمایا:

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُؕ

ترجمہ:اے میرے قیدخانہ کے دونوں ساتھیو کیا جدا جدا رب اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب

((یوسف/39

توحید کے متعلق چند احادیث ملاحظہ فرمائیں

1):سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى : لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ : لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ ، فَيَقُولُ : نَعَمْ ، فَيَقُولُ : أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هَذَا ، وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ ، أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا ، فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِي .

ترجمہ:نبی کریم ﷺ نے فرمایا ” اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخ کے سب سے کم عذاب پانے والے سے پوچھے گا اگر تمہیں روئے زمین کی ساری چیزیں میسر ہوں تو کیا تم ان کو فدیہ میں دے دو گے ، وہ کہے گا کہ ہاں ، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تم سے اس سے بھی سہل چیز کا اس وقت مطالبہ کیا تھا جب تم آدم علیہ السلا م کی پیٹھ میں تھے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا لیکن تم نے (توحید کا) انکار کیا اور نہ مانا آخر شرک ہی کیا ۔

((بخاری/6557

2): عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : تَكَفَّلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ ، وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ” جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور اپنے گھر سے صرف اس غرض سے نکلا کہ خالص اللہ کے راستے میں جہاد کرے اور اس کے کلمہ توحید کی تصدیق کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضمانت لے لیتا ہے کہ اسے جنت

میں داخل کرے گا یا پھر ثواب اور غنیمت کے ساتھ اس کے گھر واپس کرے گا

7463/بخاری))

اللہ پاک سے دعا ہے کہ مالکِ لم یزل ہمیں شرک کی تمام گندگیوں سے بچتے ہوئے توحید پر زندگی اور اسی پر موت بالخیر عطا فرمائے آمین

از قلم: محمد احمد رضا عطاری

شرک

شرک کیا ہے؟

شرک کے لغوی معنی"حصہ دار" یا "ساجھے داری"کے ہیں

اصطلاح شرع میں اللہ پاک کی ذات اللہ کی صفات میں کسی اور کو اللہ کی طرح سمجھنا "شرک" کہلاتا ہے۔

شرک توحید اور ایمان کی ضد ہے

شرک کے ہوتے ہوئے ایمان کا کوئی تصور نہیں

جس طرح دن اور رات ایک دوسرے کے مخالف ہیں اسی طرح شرک اور اسلام ایک دوسرے کے مخالف ہیں

شرک کی دو قسمیں ہیں۔۔

1): شرک جلی

2): شرک خفی

شرک جلی کفر ہے

جبکہ شرک خفی ریاکاری کو کہتے ہیں (ان شاءاللّٰہ اس موضوع پر کسی اور مضمون میں مفصل لکھیں گے)

ہم شرک جلی کے متعلق بات کرتے ہیں

شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے اور یہ انسان کی سب سے بڑی جفا ہے کہ وہ اپنے خالق و معبود کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا ہے حالانکہ اس کا معبود یکتا ہے

شرع میں شرک کبھی تو شرک کے معنیٰ میں ہی وارد ہوا مگر بہت سے مقامات پر شرک کفر کے معنیٰ میں بھی آیا ہے

جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں شرک سے مراد مطلقاً کفر ہے

اِنّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُۚ-وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا

ترجمہ:بے شک اللّٰہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا۔

(النساء/48)

مگر یہ بات ذہن نشین رہے کہ کوئی کفر جتنا بھی بڑا ہو مگر شرک کے برابر نہیں پہنچتا

شرک سب سے غلیظ کفر ہے

حضرت امام سعدُالدّین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ شرک کے لئے تین صورتوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے 1)غیرِ خُدا کو وَاجبُ الوُجود ماننا (یعنی جس کا ہونا ضروری اور نہ ہونا محال ہو) اگرچہ عبادت کے لائق نہ سمجھے یہ شرک ہے (2)غیرِ خدا کو عبادت کا مستحق سمجھنا اگرچہ واجبُ الوُجود ہونے کا عقیدہ نہ رکھے (3)غیرِ خدا کو واجبُ الوُجود بھی مانے اور اسے عبادت کا مستحق بھی سمجھے۔

ان تین صورتوں میں سے کوئی ایک بھی پائی گئی تو شرک پایا جائے گا، اگر ان میں سے کوئی ایک صورت بھی نہ پائی جائے تو ایسی صورت شرک کے علاوہ کچھ بھی ہو سکتی ہے

آئیے ہم اب شرک کے متعلق چند آیات و احادیث بیان کرتے ہیں۔۔۔

1):یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ(22)ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ(23)اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ

، ترجمۂ کنزالعرفان:اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے تمہارے وہ شریک کہاں ہیں جنہیں تم (خدا کا شریک) گمان کرتے تھے؟ پھر ان کی

اس کے سوا کوئی معذرت نہ ہوگی کہ کہیں گے ،ہمیں اپنے رب اللہ کی قسم کہ ہم ہرگز مشرک نہ تھے۔اے حبیب! دیکھو اپنے اوپر انہوں نے کیسا جھوٹ باندھا ؟اور ان سے غائب ہوگئیں وہ باتیں جن کا یہ بہتان باندھتے تھے۔

((الانعام 24/22

2):اَمْ یُرِیْدُوْنَ كَیْدًاؕ-فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِیْدُوْنَؕ(42)اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِؕ-سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ(43)

ترجمہ: کنزالعرفان

یا وہ کسی فریب کا ارادہ کر رہے ہیں تو کافر خودہی (اپنے) فریب کا شکار ہونے والے ہیں ۔ یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے؟ اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

((طور/ 42.43

3):وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓىٕكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًاؕ-اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْؕ-سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ یُسْــٴَـلُوْنَ(19)

ترجمہ: کنزالایمان

اور انہوں نے فرشتوں کو کہ رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے اب لکھ لی جائے گی اُن کی گواہی

((زخرف/19

4):وَ مَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ

ترجمہ:اور ان میں اکثر وہ ہیں جو اللہ پر یقین نہیں کرتے مگر شرک کرتے ہوئے

((یوسف/106

5):فَاصْدَعْ بِمَا تؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ

ترجمہ:پس وہ بات اعلانیہ کہہ دو جس کاآپ کو حکم دیا جارہاہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو ۔

((الحجر/94

6): وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِؕ-اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

ترجمہ:اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ کرنا، بیشک شرک یقینا بڑا ظلم ہے

((لقمان/13

7):لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَؕ

ترجمہ:بیشک وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے

((مائدہ/72

7):لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُـوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍۘ

ترجمہ:بیشک وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا : بیشک اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے

(مائدہ/73)

8):قُلْ اِنْ كانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ نحد فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ

ترجمہ:تم فرماؤ بفرضِ مُحال رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔

(زخرف/81)

9): حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖؕ-وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ

ترجمہ:ایک اللہ کے ہوکر کہ اس کا ساجھی کسی کو نہ کرو اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اُسے اُچک لے جاتے ہیں یا ہوا اُسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے

(حج/31)

شرک کے متعلق چند احادیث بھی ملاحظہ ہوں

1):عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، أَنّ رَسُولَ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ ، قَالَ : اجْتَنِبُوا المُوبِقَاتِ الشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ .

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " تباہ کر دینے والی چیز اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اس سے بچو اور جادو کرنے کرانے سے بھی بچو ۔"

((بخاری /5764

2):عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : الكَبَائِرُ : الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ، وَاليَمِينُ الغَمُوسُ .

ترجمہ:نبی کریم ﷺ نے فرمایا " کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ، والدین کی نافرمانی کرنا ، کسی کی ناحق جان لینا اور یمین غموس ۔ قصداً جھوٹی قسم کھانے کو کہتے ہیں ۔

((بخاری/6685

3): مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ ، اَنّ النّبِیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لَہُ: ((یَا مُعَاذُ، اَنْ یَھْدِیَ اللّٰہُ عَلَییَدَیْکَ رَجُلًا مِنْ اَھْلِ الشِّرْکِ، خَیْرٌ لَکَ مِنْ اَنْ یَکُوْنَ لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ۔)

ترجمہ:سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! اللہ تعالیٰ کا تیرے ذریعے کسی مشرک کو ہدایت دے دینا،یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔

((مسند امام احمد /9138

پیارے اسلامی بھائیو:

ہم نے اوپر قرآن و احادیث کی روشنی میں شرک کے متعلق کچھ باتیں بیان کیں اور کچھ شرک کی مثالیں بھی بیان کی گئیں

در اصل اختصار کو مد نظر رکھا گیا ہے ورنہ یہ موضوع بہت طویل ہے

اب ذرا غور کرتے ہیں کہ ہمیں ان تمام معلومات سے کیا کچھ حاصل ہوا میں کچھ نکات عرض کرتا ہوں۔۔

1): مشرک بد ترین کافر ہے

اس بات سے ثابت ہوگیا کہ مشرک ہر گز مسلمان نہیں

ایک شخص کی ایک وقت میں ایک ہی حالت ہوسکتی ہے یا تو وہ مسلمان ہوگا یا غیر مسلم اس کے درمیان کا کوئی راستہ اصطلاح شرع میں نہیں اس بات کو کرنے سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ آج کل چند لوگوں کی طرف سے جو اصطلاح مشہور کی جاتی ہے "کلمہ گو مشرک" یا "اسلامی مشرک" وغیرہ وغیرہ اور جب ان سے پوچھا جائے تو کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہم انہیں مسلمان جانتے ہیں مگر یہ شرک کرتے ہیں یہ ایک ایسی بات ہے جس پر طفل نادار بھی ہنسے

یہ بالکل گھڑی ہوئی بے اصل اصطلاح ہے

جو مشرک ہے وہ مسلمان نہیں اور جو مسلمان ہے وہ ہرگز مشرک نہیں

2): قرآن و احادیث کے مطالعے کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مشرکین میں درج ذیل چیزیں پائی جاتی تھیں

وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے

وہ فرشتوں کو اللہ کی عورتیں کہتے تھے

وہ عیسیٰ و عزیر علیھما السلام کو اللہ اک بیٹا کہتے تھے

وہ اللہ کی ذات و صفات میں اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے کہ جیسا وصف اللہ کے لئے ویسا ہی مخلوق کے لئے۔

ان باتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو بندہ یہ عقیدہ رکھے کہ جس کو جو کچھ بھی دیا وہ اللّٰہ نے دیا اور اگر کوئی کسی کو عطا کرتا ہے تو وہ اللّٰہ کی عطا کیے گئے میں سے دیتا ہے تو یہ ہرگز شرک نہیں (ان شاءاللّٰہ اس پر ایک الگ سے مضمون لکھیں گے (استمداد و استعانت کے نام سے

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک کا تعلق نیت و ارادے سے ہے ناکہ صرف فعل سے

اسے اس مثال سے سمجھئے کہ

اگر ایک شخص کسی شخص کو سجدہ کرتا ہے

دیکھنے والے کو جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اس نے اسے معبود و لائق عبادت سمجھ کر سجدہ کیا تب تک اسے مشرک نہیں کہہ سکتے

اسی طرح درباروں پر جو جاہل عوام سجدے کرتی ہے اگرچہ یہ فعل قبیح و حرام ہے مگر اس کو شرک کہنا ہرگز عقل مندی نہیں بلکہ ایسا کہنا مسلمان بھائیوں ہر بہتان عظیم ہوگا

اللّٰہ پاک عقل کے ناخن لینے کی توفیق عطا فرمائے

گو کہ انداز بیان شوخ نہیں میرا

اللّٰہ کرے دل میں اتر جائے میری بات

اللّٰہ پاک توحید پر جینے اور اسی پر مرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

از قلم: محمد احمد رضا عطاری

بدعت

بدعت کیا ہے؟

بدعت کا مادہ بدع ہے

جس کے لغوی معنی ہیں

البدعة أصلها : ما أحدث علی غیر مثال سابق

“بدعت کی اصل یہ ہے کہ اسے بغیر کسی سابقہ نمونہ کے ایجاد کیا گیا ہو۔

((ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، 4 : 253

جس طرح اللّٰہ پاک کا ایک صفاتی نام البدیع بھی ہے

"یعنی "عدم سے وجود میں لانے والا

اور اصطلاح شرع میں بدعت سے مراد وہ چیز جو قرون ثلاثہ میں نہ پائی جائے
بلکہ بعد کی ایجاد ہو

بدعت کی تقسیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں

مثلاً

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ:

کل بدعة ضلالة

یعنی ہر بدعت گمراہی ہے

پیارے عزیزو! کل کا دائرہ بہت وسیع ہے اس سے مراد ہر ہر وہ نئی چیز جو آقا علیہ السلام کے دور کے بعد شروع ہوئی

اب اگر اسی بات کو دیکھا جائے تو لاکھوں چیزیں ناجائز ہوجائیں اس لئے ہمیں یہ حکم دیا جائے گا کہ اس حدیث پاک کی شرح کے لئے دوسری احادیث کی جانب توجہ کی جائے تو جب ہم ایسا کرتے ہیں تو ہم پر منکشف ہوتا ہے کہ بدعت کی کچھ تقسیم بھی ہے

پہلے میں بدعت کے متعلق چند احادیث نقل کرتا ہوں پھر ان شاءاللہ اس کی اقسام پر بحث ہوگی۔

1): عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد»

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسا کام جاری کیا جو کہ اس میں نہیں وہ مردود ہے۔

((مشکوٰۃ المصابیح/حدیث 140

2):حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي الْمُطَاعِ ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ ، يَقُولُ: قَامَ فِينَا

،رَسُولُ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ
،وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ، فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ
فَقَالَ:" عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ، وَالسَمْعِ، وَالطَاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي
اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا
."بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، آپ نے ہمیں ایک مؤثر نصیحت فرمائی، جس سے دل لرز گئے اور آنکھیں ڈبڈبا گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! آپ نے تو رخصت ہونے والے شخص جیسی نصیحت کی ہے، لہٰذا آپ ہمیں کچھ وصیت فرما دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اللہ سے ڈرو، اور امیر (سربراہ) کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، گرچہ تمہارا امیر ایک حبشی غ لام ہی کیوں نہ ہو، عنقریب تم لوگ میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے، تو تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، اس کو اپنے دانتوں سے مضبوطی سے تھامے رہنا، اور دین میں نئی باتوں (بدعتوں) سے اپنے آپ کو بچانا، اس لیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے

((ابن ماجہ/حدیث 42

3):قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ: " إِنِّي لَكُمْ فَرَطٌ عَلَى الْحَوْضِ، فَإِيَّايَ لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ فَيُذَبُ عَنِّي كَمَا يُذَبُ الْبَعِيرُ الضَّالُ، فَأَقُولُ: فِيمَ هَذَا؟، فَيُقَالُ: إِنَكَ لَا تَدْرِي مَا ." أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا

:ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں حوض پر تمھارا پیش رو ہوں گا۔ میرے پاس تم میں سے کوئی اس طرح نہ آئے کہ اسے مجھ سے دور دھکیلا جا رہا ہو، جس طرح بھٹکے ہو ئے اونٹ کو (ریوڑ سے) اور دور دھکیلا جا تا ہے۔میں پوچھوں گا۔یہ کس وجہ سے ہو رہا ہے؟ تو کہا جا ئے گا۔ آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے "!آپ کے بعد کیا نئے کا م نکا لے تھے۔تو میں کہوں گا دوری ہو

(مسلم /5974)

4):قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ سَنّ فِی الِاسْلَامِ سُنّۃً حَسَنَۃً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَہٗ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَایَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنّ فِی الِاسْلَامِ سُنّۃً سَیّئَۃً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَہٗ کُتِبَ عَلَیْہِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ“ ترجمہ: جس نے اسلام میں کوئی اچھا کام جاری کیا اور اُس کے بعد اُس پر عمل کیا گیا تو اسے اس پر عمل کرنے والوں کی طرح اجْر ملے گا اورعمل کرنے والوں کے اجْر و ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے اسلام میں کوئی بُرا طریقہ نکالااور اُس کے بعد اُس پرعمل کیا گیا تو اسے اس پر عمل کرنے والوں کی مانند گناہ ملے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی۔(مسلم،ص394،حدیث:2351)

"5):وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِرَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ:إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ".

اور ابن شہاب سے (امام مالک رحمہ اللّٰہ) کی روایت ہے، انہوں نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت کی کہ انہوں نے بیان کیا میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا۔ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، اور کچھ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا خیال ہے ،کہ اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہو گا چنانچہ آپ نے یہی ٹھان کر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام بنا دیا۔ پھر ایک رات جو میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب

ہے اور (رات کا) وہ حصہ جس میں یہ لوگ سو جاتے ہیں اس حصہ سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ کی مراد رات کے آخری حصہ (کی فضیلت) سے تھی کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے

((بخاری/2010

درج بالا احادیث میں جہاں پر بدعت می مذمت آئی وہیں پر 4 اور 5 نمبر حدیث پاک میں اس بات کا بھی پتہ چلا کہ کوئی بات اچھی بھی ہوتی ہے

اس سے ثابت ہوا کہ کل لفظ میں بھی قید معنوی ہے یعنی ہر نئی چیز گمراہی نہیں بلکہ جو نئی چیز احکامات شرع کے خلاف ہو وہی گمراہی ہے

جیسا کہ

علامہ بَدْرُ الدِّین عینی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 855ھ) فرماتے ہیں:"ثم البدعۃ علی نوعین: ان کانت مما تندرج تحت مستحسن فی الشرع فھی حسنۃ وان کانت مما تندرج تحت مستقبح فی الشرع فھی مستقبحۃ" ترجمہ: بدعت کی دو قسمیں ہیں: (1)اگر وہ شریعت میں کسی اچھے کام کے تحت ہو، تو بدعتِ حسنہ ہوگی۔ (2)اگر شریعت میں کسی قبیح امر (بُرے کام) کے تحت ہو، تو بدعتِ قبیحہ یعنی سیئہ ہو گی۔ (عمدۃ القاری،ج 8،ص245، تحت الحدیث:2010

اور

قال الشافعی البدعۃ بدعتان محمودۃ ومذمومۃ فما وافق السنۃ فھو محمودۃ وما خالفھا فھو مذموم" ترجمہ:امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:بدعت دو اقسام پرمشتمل ہے: (1)بدعتِ محمودہ یعنی حَسَنہ اور (2)بدعتِ مَذْمُومہ یعنی (سَیِّئہ۔جو سنّت کے موافق ہو، وہ بدعتِ محمودہ (جس کی تعریف ہویعنی اچھی (اور جو سنّت کے خلاف ہو، وہ بدعتِ مَذْمومہ(جس کی مذمت کی جائے یعنی بُری (ہے۔(فتح الباری،ج14،ص216،تحت الحدیث:7277

اس لحاظ سے بدعت کی تین قسمیں بنتی ہیں

1):بدعت حسنہ

2)بدعت سئیہ

3):بدعت مباحہ

بدعت حسنہ:

ایسا نیا کام جو قراٰن و حدیث کے مخالف نہ ہو اور مسلمان اسے اچھا جانتے ہوں، تو وہ کام مَردُود اور باطِل نہیں ہوتا۔ مثلاً: اسلامی سرحدوں کی حفاظت کے لئے قلعے بنانا، مدارس قائم کرنا اور عِلمی کام کی تصنیف کرنا وغیرہ

بدعت سئیہ:دین میں ایسا نیا کام کہ جو قراٰن و حدیث سے ٹکراتا ہو۔ مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ مثلاً:اُردو میں خُطبہ دینا یا اُردو میں اذان دینا وغیرہ،

اگر مزید تفصیل میں جائیں تو بدعت کی مزید اقسام ظاہر ہونگی جیسے حسنہ کے آگے مزید اقسام دیکھیں تو

بدعت واجبہ

بدعت مستحبہ

واجبہ: ایسا نیا کام جس کا کرنا واجب ہوچکا ہو

مثلاً:افہام قرآن و حدیث کے لئے صرف و نحو وغیرہ

مستحبہ: ایسا نیا کام جس کے کرنے سے ثواب ہو ترک پر کوئی مواخذہ نہ ہو جبکہ

اسے جائز سمجھے مثلاً

درود شریف قبل اذان

اسی طرح سیئہ کی بھی دو اقسام

مکروہہ:وہ کام جس سے کوئی سنت ترک ہو

جیسے: عین مسجد میں اذان دینا

محرمہ: وہ کام جس سے کوئی واجب ترک ہو

بدعت مباحہ:

ہر وہ کام جس کا کرنا یا نہ کرنا برابر ہو مثلاً عمدہ عمدہ کھانے کھانا اس تعریف پر مباح کا عام حکم آئے گا کہ یہ بھی حسن نیت سے محمود اور نیتِ بد سے مذموم ہوجائیں گے

اللہ پاک ہمیں بدعت سئیہ سے بچتے ہوئے ایمان بالخیر پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسی پر خاتمہ فرمائے

امین

(مخالفین کی طرف سے بدعت فی الدین اور بدعت لدین کی خود ساختہ تقسیم بیان کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی

ان شاءاللہ اس کے رد کے لئے الگ سے مضمون لکھوں گا.

از قلم: محمد احمد رضا عطاری

معجزہ

معجزہ کیا ہے؟

معجزہ "عجز" سے نکلا ہے

یعنی عاجز کرنا

سب سے پہلے معجزہ کی تعریف ذہن نشین فرمالیں

"اعلانِ نبوت کے بعد نبی سے کوئی ایسی بات ظاہر ہونا جو عادتاً محال (ناممکن) ہو"،
معجزہ کہلاتا ہے

اس تعریف سے ایک بات ظاہر ہوگئی کہ معجزہ صرف نبی کی صفت ہے آجکل کوئی مشکل بات کا ممکن ہوجانا بھی عرفِ عوام میں معجزہ کہہ دیا جاتا ہے اس سے اجتناب چاہیے

معجزہ کی تین اقسام ہیں---

1)لازمی معجزات جیسے کہ خوشبودار پسینہ

2): عارضی اختیاری معجزات جیسے عصا کا اژدھا بننا

3):عارضی غیر اختیاری معجزات جیسے نزول قرآن

نبی کے لئے اپنی نبوت کو ثابت کرنے اور مخالفین کو عاجز کرنے کے لئے معجزہ دکھانا ضروری ہے

معجزات کا انکار کرنا "کفر" ہے

قرآن و احادیث تواتر میں بہت سے مقامات پر معجزات کا ذکر آیا ہے

ہم کچھ امثلہ بیان کرتے ہیں

قرآن سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے

1):وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَؕ-فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْؕ-یٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ- اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ(31)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور یہ کہ تم اپنا عصا ڈال دو تو جب اسے لہراتا ہوا دیکھا گویا کہ سانپ ہے تو حضرت موسیٰ😆پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا۔ (ہم نے فرمایا ! اے موسیٰ سامنے آؤ اورنہ ڈرو ،بیشک تم امن والوں میں سے ہو۔

(القصص/31)

2):اُسۡلُکۡ یَدَکَ فِیۡ جَیۡبِکَ تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ سُوۡٓءٍ ۫ وَّ اضۡمُمۡ اِلَیۡکَ جَنَاحَکَ مِنَ الرَّہۡبِ فَذٰنِکَ بُرۡہَانٰنِ مِنۡ رَّبِّکَ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۠ئِہٖ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ﴿۳۲﴾

اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا بے عیب اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے خوف دور کرنے کو تو یہ دو حُجتیں ہیں تیرے رب کی فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف ، بیشک وہ بے حکم لوگ ہیں ،

(قصص/32)

3): وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَؕ-فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًاؕ-قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْؕ-كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ(60)

ترجمہ: کنزالعرفان

اور یاد کرو،جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا تو ہم نے فرمایا کہ پتھر پر اپنا عصا مارو ، تو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے (اور)ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو پہچان لیا (اور ہم نے فرمایاکہ)اللہ کا رزق کھاؤ اور پیواور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

(البقرہ/60)

4):وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْــٴَـلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا(101)

ترجمہ: کنزالایمان

اور بےشک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دینتوبنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ

ان کے پاس آیا تو اس سے فرعون نے کہا اے موسیٰ میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا

(الاسرا/101)

5): فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ- فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ(133)

ترجمہ: کنزالایمان

تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اورٹِیڑی(ٹِڈّی) اور گھن (یا کلنی یا جوئیں) اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیانتو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی

(اعراف/133)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَانے فرمایا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصّٰلوۃُ وَالسَّلَام کو جو نونشانیاں عطا کی گئیں وہ یہ ہیں : (1) عصا، (2) ید ِبیضا، (3) بولنے میں دِقّت جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصّٰلوۃُ وَالسَّلَام کی زبان مبارک میں تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے دور فرما دیا، (4) دریا کا پھٹنا اور اس میں رستے بننا، (5) طوفان، (6) ٹڈی، (7) گھن، (8) مینڈک، (9) خون۔(خازن، الاسراء تحت الآیۃ: ۱۰۱، ۳ / ۱۹۴

پیارے اسلامی بھائیو!

یہ چند آیات پیش کیں حالانکہ یہ ایک مفصل باب ہے مگر ہم اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے اسی پر اکتفاء کرتے ہیں

مزید قرآن مجید میں بہت سے انبیاء کے معجزات کا ذکر ہے جیسا کہ عیسی علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا پھر آپ کا مردوں کو زندہ کرنا اور کوڑھی اور اندھے کو شفایاب کرنا زندہ آسمانوں پر اٹھایا جانا

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ دوسری چیزوں کا بھی تسبیح کا بیان کرنا آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا موم ہوجانا

اسی طرح سلیمان علیہ السلام کا پرندوں کی بولیاں سمجھنا

صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا واقعہ

اور اس کے علاؤہ بقیہ انبیاء کے بھی بہت سے

معجزات کا بیان ہے

علماء فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ معجزات موسیٰ علیہ السلام کو ملے جن کی تعداد 9 تھی

رسول اللہ علیہ السلام کے معجزات بے شمار ہیں جن میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے

اس کے علاؤہ آقا علیہ السلام کے جن معجزات کا ذکر قرآن مجید میں آیا ان میں سے واقعۂ معراج، معجزۂ شق القمر ، آپ علیہ السلام کا کنکریاں پھینک کر کفار کو اندھا کردینا، آپ علیہ السلام کو کوثر عطا فرمانا وغیرہ ہیں

یہ ایک الگ باب ہے اللہ نے چاہا تو

معجزاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھر کبھی مفصل لکھوں گا

اب ایک اور اشکال دور کرتا جاؤں کے اس طرح کی کوئی بات اگر غیر نبی سے ظاہر ہو تو پھر وہ کیا کہلائے گی تو اس کی تفصیل ملاحظہ ہو

عادت و اسباب سے ہٹ کر جو موافق چیز واقع ہو اس کی پانچ قسمیں ہیں :
(۱)اِرہاص : نبی سے جو خلافِ عادت بات اعلانِ نبوت سے پہلے ظاہر ہو اس کو اِرہاص کہتے ہیں جیسے پتھر کا سلام کہنا ، (۲)معجزہ : نبی سے اعلانِ نبوت کے بعد

ایسی خلافِ اسباب و عادت ظاہر ہونے والی چیز جس کی مثل لانے سے منکرین عاجز ہوں جیسے انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کرنا ، (۳)کرامت : ولی سے جو بات خلافِ عادت صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں جیسے دور دراز سے مدد کرنا ، (۴)معونت : عام مومنین سے جو بات خلافِ عادت صادر ہو اس کو معونت کہتے ہیں جیسے بھوک کے وقت غیب سے کھانا ظاہر ہوجانا ، (۵)استدراج : بےباک فجار یا کفار سے جو بات ان کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں جیسے ہوا میں اڑنا۔

((بہار شریعت ، 1 / 58 والنبراس ، ص272مع التسہیل

اور علماء فرماتے ہیں کہ امتی سے کسی کرامت کا ظاہر ہونا بھی اس کے نبی کا معجزہ ہے کہ یہ اس دین کے حق ہونے کی دلیل ہے

اللہ آپ تادمِ آخر عقائد اہل سنت پر قائم رکھے

امین

از قلم: محمد احمد رضا عطاری

ولایت

ولایت کیا ہے؟

ولایت ولی سے نکلا ہے

جس کے معنیٰ "دوست" "مددگار" وغیرہ کے ہیں

ہمارے ہاں جیسے ہی ولی یا ولایت کا نام کیاجاتا ہے تو فوراً ذہن میں کرامت وغیرہ کا تصور آتا ہے واضح رہے کرامت ولی کی صفت تو ہے مگر ضرورت نہیں

ضروری نہیں کہ ایک ولی کے پاس کرامت ضرور ہو

ولایت سے مراد اللّٰہ کا ایک قربِ خاص ہے جو وہ اپنے پسندیدہ بندوں کو عطا فرماتا ہے

نبی کے لئے معجزہ دکھانا ضروری ہوتا ہے جبکہ ولی کے لئے کرامت دکھانا ضروری نہیں

اور بعض اوقات تو ولی کو خود معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس مرتبے پر پہنچ چکا ہے

آئیے دیکھتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں ولایت کے بارے میں کیا ذکر فرمایا گیا...

1):أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

ترجمہ:سن لو بیشک اللّٰہ کے ولیوں پر نہ کچھ خو ف ہے نہ کچھ غم۔وہ جو ایمان لا ئے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے

(یونس 62-64)

اس آیت کی تفسیر میں صراط الجنان میں مفتی صاحب نے بہت کمال گفتگو فرمائی اس لئے ہم اسے ہی بعینہ نقل کر رہے ہیں۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ:سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں۔} لفظِ ”ولی“ وِلاء سے بناہے جس کا معنی قرب ا ور نصرت ہے۔ وَلِیُّ اللہ وہ ہے جو فرائض کی ادائیگی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے نورِ جلال کی معرفت میں مستغرق ہو ،جب دیکھے قدرتِ الٰہی کے دلائل کو دیکھے اور جب سنے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی ثناہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے، اطاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی کام میں کوشش کرے جو قربِ الٰہی کاذریعہ ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفت اَولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔

وَلِیُّ اللہ کی علامات:

علماء نے ” ولی اللہ“ کی کثیر علامات بیان فرمائی ہیں ، جیسے متکلمین یعنی علمِ کلام کے ماہر علماء کہتے ہیں ”ولی وہ ہے جو صحیح اور دلیل پر مبنی اعتقاد رکھتا ہو اور شریعت کے مطابق نیک اعمال بجالاتا ہو ۔

بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت قربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مشغول

رہنے کا نام ہے،جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتااور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہ ُ تعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللّٰہ تعالیٰ یاد آئے، یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔

ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس سے اگلی آیت میں مذکور ہے۔ ’’اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ‘‘ یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔

بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللّٰہ کے لئے محبت کریں۔ اُولیاء کی یہ صفت بکثرت اَحادیث میں ذکر ہوئی ہے۔

بعض بزرگانِ دین نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت یعنی فرمانبرداری سے قربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کار سازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا دلیل کے ساتھ اللّٰہ تعالیٰ کفیلوں ہو اور وہ اللّٰہ تعالیٰ کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی مخلوق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہوگئے ۔ (خازن، یونس، تحت الا ٓیۃ: ۶۲، ۲ / ۳۲۲-۳۲۳)

صدرُ الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللّٰہ ِ تعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ’’یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کردی گئی ہے جسے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں ، ولایت کے درجے اور مَراتب ،میں ہر ایک اپنے درجے کے بقدر فضل و شرف رکھتا ہے۔ (خزائن العرفان، یونس (تحت الا ٓیۃ: ۶۲، ص۴۰۵

{لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ:اللّٰه کے ولیوں پر نہ کچھ خو ف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔} مفسرین نے اس آیت کے بہت سے معنی بیان کئے ہیں ، ان میں سے 3معنی درج ذیل ہیں :

(1)...مستقبل میں انہیں عذاب کا خوف نہ ہو گا اور نہ موت کے وقت وہ غمگین ہوں گے۔

(2)... مستقبل میں کسی ناپسندیدہ چیز میں مبتلاہونے کا خوف ہوگا اور نہ ماضی ،اور حال میں کسی پسندیدہ چیز کے چھوٹنے پر غمگین ہوں گے۔ (البحرا لمحیط / البقرۃ، تحت الآیۃ: ۳۸، ۱ / ۳۲۳۔جلالین مع صاوی، یونس، تحت الآیۃ: ۶۲، ۳ / ۸۸۰)

(3)... قیامت کے دن ان پر کوئی خوف ہو گا اور نہ اس دن یہ غمگین ہوں گے کیونکہ اللّٰہتعالیٰ نے اپنے ولیوں کو دنیا میں ان چیزوں سے محفوظ فرما دیا ہے کہ جو آخرت میں خوف اور غم کا باعث بنتی ہیں۔ (4)ان تین کے علاوہ مزید اَقوال بھی تفاسیر میں مذکور ہیں

اولیاءِ کرام کی اَقسام:

اولیاءِ کرام کی کثیر اَقسام ہیں جیساکہ حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰہ ُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے ،بے شک انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زمین کے اَوتاد تھے ، جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو اللّٰہ تعالیٰ نے اُمتِ احمد صَلَّی اللّٰہ ُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں سے ایک قوم کو اُن کا نائب بنایا جنہیں اَبدال کہتے ہیں ، وہ حضرات (فقط) روزہ و نماز اور تسبیح وتقدیس میں کثرت کی وجہ سے لوگوں سے افضل نہیں ہوئے بلکہ اپنے حسنِ اَخلاق، وَرع و تقویٰ کی سچائی، نیت کی اچھائی، تمام مسلمانوں سے اپنے سینے کی سلامتی، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّکی رضا کے لیے حلم ، صبر اور دانشمندی ، بغیر کمزوری کے عاجزی اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کی وجہ سے

افضل ہو ئے ہیں۔ پس وہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصّلٰوۃُ وَالسّلَام کے نائب ہیں۔ وہ ایسی قوم ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ذات پاک کے لئے منتخب اور اپنے علم اور رضا کے لئے خاص کر لیا ہے ۔ وہ 40 صدیق ہیں ، جن میں سے 30 رحمٰن عَزّوَجَلّ کے خلیل حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصّلٰوۃُ وَالسّلَام کے یقین کی مثل ہیں۔ ان کے ذریعے سے اہلِ زمین سے بلائیں اور لوگوں سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں ، ان کے ذریعے سے ہی بارش ہوتی اور رزق دیا جاتا ہے، ان میں سے کوئی اُسی وقت فوت ہوتا ہے جب اللّٰہ تعالیٰ اس کی جانشینی کیلئے کسی کو پروانہ دے چکا ہوتا ہے۔ وہ کسی پر لعنت نہیں بھیجتے، اپنے ماتحتوں کو اذیت نہیں دیتے ، اُن پر دست درازی نہیں کرتے ، اُنہیں حقیر نہیں جانتے ، خود پر فَوقیت رکھنے والوں سے حسد نہیں کرتے ، دنیا کی حرص نہیں کرتے ، دکھاوے کی خاموشی اختیار نہیں کرتے ، تکبرنہیں کرتے اور دکھاوے کی عاجزی بھی نہیں کرتے ۔ وہ بات کرنے میں تمام لوگوں سے اچھے اور نفس کے اعتبار سے زیادہ پرہیزگار ہیں ، سخاوت ان کی فطرت میں شامل ہے، اسلا ف نے جن (نامناسب) چیزوں کو چھوڑا اُن سے محفوظ رہنا ان کی صفت ہے ، اُن کی یہ صفت جدا نہیں ہوتی کہ آج خشیت کی حالت میں ہوں اور کل غفلت میں پڑے ہوں بلکہ وہ اپنے حال پر ہمیشگی اختیا ر کرتے ہیں ، وہ اپنے اور اپنے ربّ عَزّوَجَلّ کے درمیان ایک خاص تعلق رکھتے ہیں ، جہاں تک دوسرے کسی کی رسائی نہیں۔ اُن کے دل اللّٰہ عَزّوَجَلّ کی رضا اور شوق میں آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں ، (پھر یہ آیت تِلاوت فرمائی)” اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِؕ-اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ “(المجادلۃ:۲۲)ترجمۂ کنزُالعِرفان:یہ اللّٰہ کی جماعت ہے، سن لو! اللّٰہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔ (نوادرُ الاصول، الاصل الحادی والخمسون، ۱ / ۲۰۹، الحدیث: ۳۰۱)

حضرت شریح بن عبید رَحْمَۃُ اللّٰہ ِ تعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”حضرت علی المرتضیٰ کرّمَ اللّٰہ ُ تعَالٰی وَجْہَہُ الکریْم کے پاس شام والوں کا ذکر ہوا تو ان سے عرض کی گئی کہ ان پر لعنت کیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”نہیں ، میں نے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ ُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اَبدال شام میں ہوں گے ، وہ حضرات چالیس مرد ہیں ، جب ان میں ایک وفات پاتا ہے تو اللّٰہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے، ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں ، ان کے ذریعے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دور ہوتا ہے۔ (مسند امام احمد، ومن مسند علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ، ۱ / ۲۳۸، الحدیث:

اولیاءِ کرام کی اقسام کے بارے میں اکابر علماء و محدثین نے بڑا تفصیلی کلام فرمایا ہے ۔ علامہ سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہ ِ تعَالٰی عَلَیْہِ نے قطب، ابدال وغیرہما کے وجود پر ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ علامہ نبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہ ِ تعَالٰی عَلَیْہِ کی اس موضوع پر مشہور کتاب ”جامع کراماتِ اولیاء“ ضخیم ترین کتاب ہے۔ علامہ نبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہ ِ تعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام کی روشنی میں یہاں چند مشہور اقسام بیان کی جاتی ہیں

(1)... اقطاب۔ یہ قُطب کی جمع ہے۔ قطب اسے کہتے ہیں کہ جو خود یا کسی کے نائب کے طور پر حال اور مقام دونوں کا جامع ہو۔

(2)... ائمہ ۔ یہ وہ حضرات ہیں کہ جو قطب کے انتقال کے بعد اس کے خلیفہ بنتے ہیں اور وہ قطب کیلئے وزیر کی طرح ہوتے ہیں۔ہر زمانے میں ان کی تعداد دو ہوتی ہے۔

(3)... اوتاد۔ہر زمانے میں ان کی تعداد چار ہوتی ہے، اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوتے۔ ان میں سے ایک کے ذریعے اللّٰہ تعالیٰ مشرق کی حفاظت فرماتا ہے ، دوسرے کے ذریعے مغرب کی ، تیسرے کے ذریعے شمال کی اور چوتھے کے ذریعے جنوب کی حفاظت فرماتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی اپنے حصے میں ولایت ہوتی ہے۔

(4)... ابدال۔ ان کی تعداد سات ہوتی ہے، اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوتے، اللّٰہ تعالیٰ ان کے ذریعے ساتوں برِّ اعظم کی حفاظت فرماتا ہے، انہیں ابدال ا س لئے کہتے ہیں کہ جب یہ کسی جگہ سے کوچ کرتے ہیں اور کسی مَصلحت اور قربت کی وجہ سے اس جگہ اپنا قائم مقام چھوڑنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں ایسے آدمی کو نامزد کرتے ہیں کہ جو ان کا ہم شکل ہواور جو کوئی بھی اس ہم شکل کو دیکھے تو وہ اسے

اصلی شخص ہی سمجھے حالانکہ وہ ایک روحانی شخصیت ہوتا ہے جسے ابدال میں سے کوئی بدل قصداً وہاں ٹھہرا تا ہے۔ جن اُولیاء میں یہ قوت ہوتی ہے ، انہیں ا بدال کہتے ہیں۔

(5)...رِجال ا لغیب ۔ اَہلُ اللہ کی اِصطلاح میں یہ وہ لوگ ہیں جو رب کی بارگاہ میں انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور تجلیات ِ رحمٰن کے غلبے کے سبب آہستہ آواز کے سوا کچھ کلام نہیں کرتے، ہمیشہ اسی حال میں رہتے ہیں ، چھپے ہوئے ہوتے ہیں پہچانے نہیں جاتے، اللّٰہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مُناجات نہیں کرتے اور اس کے سوا کسی کے مشاہدے میں مشغول نہیں ہوتے۔ بعض اوقات اس سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو انسانی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں اور کبھی اس کا اِطلاق نیک اور مومن جنات پر ہوتا ہے ۔ بعض اوقات ان سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو ظاہری حواس سے علم اور رزق وغیرہ نہیں لیتے انہیں غیب سے یہ چیزیں عطا ہوتی ہیں۔ (جامع کرامات اولیاء، القسم الاول فی ذکر مراتب الولاۃ... الخ، ۱ / ۶۹، ۷۴)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا:وہ جو ایمان لائے ۔} اس آیت میں اللّٰہ تعالیٰ نے ولی کی دو صِفات بیان فرمائی ہیں :

(1)...ولی وہ ہے جو ایمان کے ساتھ مُتّصِف ہو۔ ایمان کا معنی ہے وہ صحیح اعتقاد جو قَطعی دلائل پر مبنی ہو۔

(2)... ولی کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ متقی ہو۔ تقویٰ کا معنی یہ ہے کہ جن کاموں کو کرنے کا اللّٰہ تعالیٰ نے حکم دیا انہیں کرنا اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے اِجتناب کرنا۔ (صاوی، یونس، تحت الا ٓیۃ: ۶۳، ۳ / ۸۸۰) اوراس کے ساتھ ساتھ ہر اس کام کیلئے کوشش کرنا جس میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہو اور ہر اُس کام سے بچنا جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دور کرنے والا ہو۔

ولی کے متعلق احادیث پاک

1):بخاری شریف میں ایک حدیثِ قدسی ہے...

، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ:" مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے ، جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز روزہ ، حج ، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں ۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے ، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے ، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے ، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے ۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے ۔

((بخاری/6502

یعنی اس کا ہر کام اللہ کی رضا کے تابع ہوجاتا ہے اور اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے

2):عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « رُبَّ أشْعَثَ أغبرَ مَدْفُوعٍ بالأبواب لو أقسم على الله لأبَرَّهُ

ترجمہ: ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”بہت سارے پراگندہ بال والے، لوگوں کے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالی پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم پوری فرما دے

((مسلم

اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اپنا کلام یہاں پر ہی موقوف کرتے ہیں اللہ پاک ہمیں اپنے ولیوں کی سچی محبت عطا فرمائے

امین

از قلم: محمد احمد رضا عطاری

صدقہ

صدقہ کیا ہے؟

صدقہ اصل میں الصَدق سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں قوت و پختگی

اصطلاح شرع میں خیرات اور بنیت ثواب وتقرب الی اللہ کے لیے دی جانے والی چیز صدقہ کہلاتی ہے

صدقہ کی دو اقسام ہیں

واجبہ

نافلہ

واجبہ: اس سے مراد وہ صدقہ جو شریعت نے لازم کیا

جیسے زکوٰۃ ، صدقۂ فطر،نذر،کفارات،عشر وغیرہ یہ صرف مستحقین زکوٰۃ کو ہی دے سکتے ہیں اس میں اگلے کے ملک کر دینا شرط ہے

نافلہ:

یہ صدقہ مستحق زکوٰۃ و غیر مستحق سب کو دے سکتے ہیں

اس میں ملکیت شرط نہیں اس کا باب بہت وسیع ہے

آئیے آیات و احادیث کی رہنمائی سے صدقہ کی بابت جانتے ہیں

1):

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ-فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ(10)

ترجمہ: کنزالعرفان

(اور ہم نے تمہیں جو رزق دیا اس سے اس وقت سے پہلے پہلے کچھ (ہماری راہ میں خرچ کرلو کہ تم میں کسی کو موت آئے تو کہنے لگے، اے میرے رب !تو نے مجھے تھوڑی سی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالحین میں سے ہوجاتا۔

((المنافقون/11

2):مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ-وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ-وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ(261)

ترجمہ: کنزالعرفان

ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں ،ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے

((البقرہ/261

3):یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌؕ-وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(254)

ترجمہ: کنزالعرفان

اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے اللہ کی راہ میں اس دن کے آنے سے

پہلے خرچ کرلو جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت ہوگی اور کافر ہی ظالم ہیں ۔

((البقرہ/254

4):لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ(92)

ترجمہ: کنزالعرفان

تم ہرگز بھلائی کو نہیں پا سکو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔

((آل عمران/92

احادیث ملاحظہ ہوں

1):حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنّ الصّدَقَةَ لَتُطْفِيئُ غَضَبَ الرّبِّ، وَتَدْفَعُ عَنْ مِيْتَةِ السُّوْءِ.

بے شک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔

((ترمذی/664

.2):اَلصَّدَقَۃُ تَسُدُّ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ السُّوْءِ

ترجمہ:صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔

4402/طبرانی))

یہ حقیقی صدقہ ہے البتہ بہت سے معاملات ایسے ہیں جنہیں حکماً صدقہ فرمایا گیا ان کا بھی اجمالاً ذکر کرتا جاؤں تاکہ ہمارا مختصر موضوع ایک حد تک مکمل ہوجائے

جیسے راستے سے نقصان دہ چیز ہٹانا

مسلمان بھائی کی طرف مسکرا کر دیکھنا

اللّٰہ کی تسبیح و تکبیر و تہلہل بیان کرنا

یعنی

سبحان اللّٰہ و الحمد للہ واللّٰہ اکبر کہنا

یہاں تک کے اپنی زوجہ کو لقمہ کھلانا

نیکی کی دعوت دینا

برائی سے منع کرنا

حصول برکت کے لئے آخر میں مسلم شریف کی روایت ملاحظہ فرمائیں

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ "، قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ؟، قَالَ: يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ، فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ، قَالَ: قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟، قَالَ: يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ "، قَالَ: قِيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟، قَالَ: يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوِ الْخَيْرِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟، قَالَ: يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ "،

ترجمہ:آپ ﷺ نے فرمایا :” ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے “ کہا گیا : آپ کا کیا خیال ہے اگر اسے (صدقہ کرنے کے لیے کوئی چیز) نہ ملے ؟ فرمایا :” اپنے ہاتھوں سے کام کر کے اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ (بھی) کرے ۔“ اس نے کہا : عرض کی گئی ، آپ کیا فرماتے ہیں اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھے ؟ فرمایا :” بے بس ضرورت مند کی مدد کرے ۔“ کہا ، آپ سے کہا گیا : دیکھیے ! اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہ رکھے ؟ فرمایا :” نیکی یا بھلائی کا حکم دے ۔“ کہا : دیکھیے اگر وہ ایسا بھی نہ کر سکے ؟ فرمایا :” وہ (اپنے آپ کو) شر سے روک لے ، یہ بھی صدقہ ہے ۔“

((مسلم/2333

از قلم: محمد احمد رضا عطاری